انتقاد

الاتقان فی علوم القرآن (اردو ترجمہ)

تالیف علامہ جلال الدین السیوطی۔ ترجمہ مولانا محمد حلیم انصاری۔ تصحیح وتزئین مولانا محمد عبدالحلیم چشتی و معراج محمد بارق۔

علوم القرآن کے موضوع پر علامہ السیوطی کی جامع ترین کتاب کا اردو ترجمہ شائع کرکے ناشروں نے واقعہ یہ ہے ایک بہت بڑی دینی وعلمی خدمت سرانجام دی ہے۔ علامہ السیوطی کی "الاتقان فی علوم القرآن" صحیح معنوں میں قرآنی علوم ومعارف کا بے بہا خزینہ ہے، اور قرآن مجید کے تفصیلی وعمیق مطالعہ کے لئے اس کی حیثیت ایک ضروری مرجع کی ہے۔ اس کتاب میں ہمیں وہ تمام معلومات ملتی ہیں، جو علامہ السیوطی کے عہد تک اس خاص موضوع پر جمع ہو چکی تھیں۔ یہ کتاب جیسا کہ مصنف لکھتے ہیں، مقدمہ تھا ان کی ایک بڑی اور مبسوط تفسیر کا، اور جس کو خود اُن کے الفاظ میں "میں نے اب شروع کیا ہے۔ اور اس کا نام " مجمع البحرین ومطلع البدرین، الجامع تحریر الروایۃ وتقریر الدرایۃ" رکھا ہے۔

یعنی "الاتقان" میں قرآن مجید کے مافیہ پر بحث نہیں، بلکہ اس کا موضوع قرآن کی ظاہری صورت کی کیفیات وخصوصیات بیان کرنا ہے۔ چنانچہ کتاب کے آخر میں مصنف اپنی اس کوشش کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "........ میں نے اس میں مقررہ قواعد کے ذریعہ کتاب منزل (قرآن) کے معانی سمجھانے کی اساس اور بنیاد قائم کی ہے۔ اور اس میں ایسی ایسی نادر باتیں درج کی ہیں جن کی مدد سے کتاب اللہ کے مقفل خزانے بآسانی کھولے جا سکتے ہیں۔ اس میں منقول کا خلاصہ کیا ہے اور منقول کا دریا کوزہ میں بند کر دیا ہے۔"

علامہ السیوطی نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ میں نے سیکڑوں کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے،

اور خاص کر اس سلسلے میں علاّمہ الزرکشی کی تصنیف "البرہان فی علوم القرآن" میرے پیشِ نظر رہی ہے۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں جن کتابوں سے مدد لی، اُن کی بھی طویل فہرست دی گئی ہے۔ اپنی کتاب کی تعریف میں مصنف لکھتے ہیں: "انواع و اقسام کی علمی کتابوں کا عطر کھینچ کر میں نے اس کو معطر بنا دیا ہے۔ اور تمام فنون سے چوٹی کے مسائل لے کر اس کو مرصع اور پُرکار بنایا ہے۔ میں نے اس کی تدوین میں تفسیر کی کثیر التعداد کتابوں کے خرمن سے خوشہ چینی کی ...... لہٰذا اس میں دو نادر باتیں مل سکتی ہیں جو کہ برسوں کی کتب بینی اور مطالعہ سے بھی حاصل نہ ہو سکیں گی اور میں نے اُس کی ہر ایک نوع کے تحت وہ تمام باتیں جمع کر دی ہیں، جو صدہا متفرق تالیفوں میں بکھری پڑی تھیں ......"

غرض اس کتاب کو ایک ذخیرہ سمجھئے قرآن مجید کے اس موضوع خاص کے متعلق معلومات کا، جن کی تدوین میں تنقید کے بجائے جمع و احصاء کا زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔ تصنیف و تالیف میں علاّمہ السیوطی کے اسی عام رجحان کی بنا پر راقم السطور کے محترم اُستاد مولانا محمد سُورتی مرحوم و مغفور اُن کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ وہ "حاطب اللیل" ہیں۔ یعنی رات کو لکڑیاں سمیٹنے والا کی طرح کہ جو کچھ بھی اُس کے ہاتھ لگتا ہے، اُسے اُٹھا لیتا ہے۔

اور مقدمہ کتاب میں مولانا چشتی نے بھی شیخ محمد زاہد کوثری کے حوالے سے اس کی نشان دہی کر دی ہے۔ شیخ کوثری کی عبارت یہ ہے: "الاتقان فی علوم القرآن۔ وہ تمام تر بدرالدین زرکشی کی کتاب البرہان سے ماخوذ ہے۔ اور یہ اس موضوع پر جلیل القدر کتاب ہے۔ مگر سیوطی نے اس کے مفید تر مقامات کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اور کھُلی کھُلی غلطیوں میں بھی اُن کی اتباع کر گئے ...... اس کے علاوہ اور بہت سی غلطیاں ہیں۔ بہت سی ایسی روایات بغیر تحقیق اس میں بھر دی ہیں، جن سے دشمنانِ قرآن استدلال کرتے ہیں" ______ مولانا محمد عبدالحلیم چشتی نے، جنہوں کہ زیرِ نظر کتاب کی تصحیح و تزئین کی ہے، اور اُس پہ ایک مقدمہ بھی سپردِ قلم کیا ہے لکھا ہے کہ "ہم نے کتاب کی تاریخی اور علمی اغلاط سے بحث نہیں کی۔ گو کرنے کا اصل کام یہی تھا۔ مگر یہ فرصت کا کام تھا اور اس کا لطف بھی اُسی وقت تھا جب کتاب عربی میں چھپتی، اس لئے ہم نے ان چیزوں سے تعرض نہیں کیا۔"

ہمیں مولانا کے اس استدلال سے اتفاق نہیں، تصحیح اغلاط تو اُردو ترجمہ میں اور بھی ضروری تھی۔ کیونکہ عربی جاننے والے تو اور مصادر کی طرف بھی رجوع کر سکتے ہیں، لیکن اُردو داں قارئین کے سامنے

باکہ قوی احتمال

تو کتاب کا یہی ترجمہ مع اپنی تاریخی، علمی غلطیوں کے ہوگا، اور ان سے گمراہی پھیلنے کا امکان ہے۔

علامہ السیوطی نے کتاب کو ۸۰ انواع میں تقسیم کیا ہے، جن میں سے چند ایک عنوانات یہ ہیں:-

مکی اور مدنی آیتوں کی شناخت۔ اسی طرح حضری اور سفری، لیلی و نہاری، صیفی اور شتائی، فراشی اور نومی اور ارضی اور سماوی آیتوں کی شناخت کے عنوان ہیں۔ جو سب سے پہلے نازل ہوئی۔ جو سب سے بعد میں نازل ہوئی۔ اسباب نزول کا بیان، محکم اور متشابہ۔ قرآن کا ناسخ و منسوخ۔ قرآن کی تشبیہات واستعارات، اعجاز قرآن۔ آخر میں تفسیر و تاویل کی ضرورت اور مفسروں کے شرائط و آداب کے عنوانات ہیں۔

نویں نوع "سبب نزول" کے بارے میں ہے، اس میں مصنف نے اپنے بہت سے پیش رووں کے اقوال کا ذکر کیا ہے۔ واحدی کا قول ہے۔ سبب نزول سے واقفیت کے بغیر اس آیت کی تفسیر کر سکنا ممکن ہی نہیں۔ ابن دقیق العید کا قول ہے۔ معانی قرآن کے سمجھنے کے لئے ایک قوی طریقہ اسباب نزول کا بیان ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ سبب نزول کی معرفت آیت کے سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔ کیونکہ سبب کے علم سے مسبب کا علم حاصل ہونا ضروری ہے۔"

ایک عنوان ہے، "قرآن مجید میں غیر عربی الفاظ کا استعمال"۔ اس بارے میں بڑی اچھی بحث ہے۔ اور آخر میں ایک بڑے لغوی عالم کی یہ رائے نقل کی گئی ہے کہ بے شک یہ الفاظ غیر عربی تھے لیکن جب قرآن کا نزول ہوا تو اُس وقت یہ الفاظ عربی کلام میں ایسے مل جل گئے تھے کہ اُن کا امتیاز کرنا مشکل تھا۔

ایک جگہ یہ مسئلہ زیر بحث ہے "جملہ اسمیہ کے جملۂ فعلیہ پر عطف ہونے یا اُس کے برعکس صورت کے جواز میں اختلاف"۔ اس ضمن میں ایک بڑی دلچسپ بحث آگئی ہے۔ امام رازی نے آیت "ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ و انہ لفسق" کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس سے حنفیوں نے یہ جو قاعدہ اخذ کیا ہے، کہ بغیر بسم اللہ کہے ذبح کئے گئے جانور کا گوشت کھانا حرام ہے، صحیح نہیں۔ امام صاحب کی دلیل یہ ہے:-

"اس آیت میں دونوں جملوں کے مابین اُن کے اسمیہ اور فعلیہ میں مختلف ہونے کے باعث واؤ عاطفہ نہیں ہے۔ اور نہ یہ واؤ حرف استیناف ہے۔ کیونکہ واؤ کا اصل فائدہ یہ ہے کہ وہ اپنے مابعد کو اپنے ماقبل کے ساتھ ربط دے دے اور یہاں ایسی صورت نہیں پائی جاتی۔ لہٰذا اب یہی امر باقی رہا کہ واؤ حالیہ ہو اور یہ جملہ حالیہ ہو کر نہی کا فائدہ دے، جس کی وجہ سے جملہ کے یہ معنی ہوں گے کہ "بہ حالت اس متروک التسمیہ کے فسق ہونے کے تم اس کا گوشت نہ کھاؤ اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ فسق نہ ہو تو ایسا گوشت کھانا جائز ہے اور فسق کی

تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنے قول " أوْ فِسقاً أُهِلَّ لِغَيرِ اللهِ بِهِ " کے ساتھ فرمائی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اگر اُس پر (ذبح کرتے وقت) غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، تو ایسے جانور کا گوشت نہ کھاؤ۔ پھر اس کا مفہوم بہ نظرِ غور دیکھنے سے یہ نکلتا ہے کہ جب کسی جانور کو ذبح کرتے وقت اُس پر غیر اللہ کا نام نہ لیا جائے تو اُس کا گوشت بے تکلف کھاؤ۔" (مترجم نے امام رازی کی اس رائے کو مغالطہ قرار دیا ہے) —— یہ ہے علّامہ السیوطی کا اندازِ بیان۔ غرض ہر عنوان کے تحت جو بھی مواد اُنہیں میسر تھا۔ وہ اُنہوں نے زیرِ نظر کتاب میں مرتب فرما دیا ہے، —— اس کتاب کے مترجم مولانا محمد حلیم انصاری ہیں۔ سب سے پہلے یہ ۱۹۰۸ء میں فیض بخش اسٹیم پریس فیروز پور شہر میں چھپی، اب یہ نایاب ہے، مولانا عبد الحلیم چشتی اور اُن کے ساتھی معراج محمد بارق نے اسی ترجمہ کو لے کر اُس میں جہاں کہیں تصحیح کی ضرورت تھی، اس کی تصحیح کر دی ہے اور اس میں تھوڑی بہت اور بھی تبدیلیاں کی ہیں۔ شروع میں مولانا چشتی کا کوئی ۴۵ صفحات کا مقدمہ ہے۔ جس میں "علوم قرآن" کے موضوع پر جو مشہور کتابیں لکھی گئی ہیں' اُن کا مختصراً ذکر ہے۔ البتہ اصل کتاب کے مالۂ وماعلیہ پر بہت کم لکھا ہے۔ حالانکہ زیادہ ضرورت اس کی تھی۔

مولانا چشتی کی نظر وسیع بھی ہے اور غائر بھی، اُن کا علّامہ السیوطی کا کافی مطالعہ بھی ہے۔ وہ اگر چند صفحات میں "الاتقان فی علوم القرآن" کا تنقیدی محاکمہ کر دیتے اور اس سے پہلے اور اس سے بعد اس موضوع پر جو کتابیں آئیں، اُن میں زیرِ نظر کتاب کی کیا خصوصیت ہے، اُس کا ذکر ہو جاتا، تو اس کتاب سے استفادہ کرنے میں بڑی مدد ملتی۔

ہم نے کتاب بالامعان تو نہیں پڑھی، لیکن سرسری طور پر ساری کتاب پر نظر ڈالی ہے، ترجمہ بڑا صاف اور رواں ہے۔ اور مفہوم بالکل واضح طور پر ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ کتاب میں کافی ضخامت کے باوجود غلطیاں بہت کم ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس پر کافی محنت کی گئی ہے۔ اور بڑے اہتمام سے اس کی تصحیح ہوئی ہے۔

آخر میں پھر اس امر کا اظہار ضروری ہے کہ ناشروں نے یہ کتاب شائع کر کے بڑی مفید علمی خدمت کی ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

کتاب کے دو حصے ہیں۔ حصہ اوّل ۴۶۶ صفحات، قیمت ۱۸ روپے۔ حصہ دوم ۴۶۶ صفحات، قیمت ۱۸ روپے۔ کاغذ اور جلد معمولی۔ کتابت متوسط درجے کی ہے۔

ناشر

نور محمد۔ کارخانہ تجارت کتب۔ آرام باغ۔ کراچی۔

—— (م۔ س) ——